تاریخ اسلام:

آیت اللہ جعفر سبحانی

# ہجرت کے پانچویں سال کے واقعات:

# فساد کا آخری اڈہ

پیغمبر اکرمؐ شہر مدینہ میں وارد ہونے کے بعد پہلے سال ہی داخلی اختلافات اور گروہ بندیوں کو ختم کرنے کے لئے مدینہ اور اس کے اطراف کے نظم وانتظام کے لئے ایک محکم منشور اور جیتی جاگتی سند کی ترتیب وتنظیم کا کام انجام دے چکے تھے۔ عام طور پر قبیلۂ اوس وخزرج والے اور خصوصی طور پر ان دونوں قبیلوں کے وفادار وثابت قدم یہودیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ شہر مدینہ کے اس علاقے کا بھرپور دفاع کریں گے۔ واضح رہے کہ یہ سند اپنی جملہ خصوصیات کے ساتھ اس سے قبل پیش کی جاچکی ہے۔

دوسری طرف پیغمبر اکرمؐ نے مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ ایک دوسرا معاہدہ بھی کیا تھا جس میں فریقین کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ اگر مدینہ یا اس کے اطراف میں آباد کسی یہودی قبیلے نے رسول خداؐ اور ان کے اصحاب کو کوئی نقصان پہونچایا یا اپنے اسلحے اور مرکب کے ذریعہ پیغمبر کے دشمنوں کی مدد کی تو پیغمبر اکرمؐ کو پوری طرح یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ان حملہ آوروں کی جائداد ضبط کرلیں اور ان کو یا ان کی اولاد کو قیدی بنالیں یا انھیں پھانسی پر لٹکادیں۔

لیکن یہودیوں کے تین گروہوں میں سے ہر ایک نے معاہدہ شکنی کرتے ہوئے اس معاہدہ کو پوری طرح نظر انداز کردیا۔ "بنی قینقاع" نامی یہودی گروہ نے ایک مسلمان کو قتل کر ڈالا، قبیلۂ بنی النضیر" نے پیغمبر کے قتل کا منصوبہ بناڈالا اور پیغمبر نے ان لوگوں کو جلاوطنی کی

زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کر دیا تا کہ وہ مسلمانوں کے ماحول و محیط سے باہر چلے جائیں اور یہودیوں کے تیسرے گروہ یعنی ''بنی قریظہ'' نے بھی اس کو نقصان پہونچانے کے لئے عرب فوج کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کے قائد عظیم الشان ''قبیلہ بنی قریظہ'' کی تنبیہ و تادیب کس طرح کرتے ہیں ؟!

ابھی سپیدۂ سحری بھی نمودار نہ ہوا تھا کہ شہر مدینہ میں مقیم یہودیوں پر مشتمل دستہ احزاب سے وابستہ تمام لوگ غیر معمولی خوف دہشت کی وجہ سے یہاں سے بھاگ گئے۔ مسلمانوں کے چہرے پر غیر معمولی مرجھاہٹ اور تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے۔ ایسے حالات میں حکم خداوندی کے بموجب پیغمبر اکرمؐ کو اس کام پر تعینات کیا گیا کہ وہ قبیلہ بنی قریظہ کا کام تمام کر دیں۔ موذن نے اذان دی اور پیغمبر اکرمؐ نے مسلمانوں کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد موذن نے رسول مقبول کی ہدایت کے مطابق اعلان کیا۔ ''عصر کی نماز بھی مسلمان محلۂ بنی قریظہ میں ادا کریں۔ اس کے بعد پرچم اسلام علیؑ کو دیدیا اور بہادر و فاتح سپاہی حضرت علیؑ کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان لوگوں نے قبیلہ بنی قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ کے محافظوں نے حفاظتی چوکیوں سے یہ دیکھ لیا کہ اسلامی سپاہ قلعہ کی طرف بڑھتی چلی آرہی ہے۔ یہ خبر سنتے ہی یہودیوں نے فوراً قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اسلامی سپاہ کے فوجی قلعہ کے دروازہ کے قریب پہونچ گئے اور دونوں جماعتوں کے درمیان سرد جنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہودی قلعہ میں موجود روشن دانوں اور جھروکھوں سے پیغمبر کو گالیاں دے رہے تھے۔ اسلامی سپاہ کے سپہ سالار امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہودیوں کی گالی گلوج پیغمبر اکرمؐ کو سنائی دے لہذا وہ مدینہ کی طرف چل پڑے تا کہ وہ پیغمبر کو قلعہ کے قریب نہ آنے دیں۔ لیکن پیغمبر نے حضرت علیؑ سے کہا کہ ''مجھے دیکھتے ہی وہ لوگ گالی دینا بند کر دیں گے۔'' چنانچہ وہ قلعہ کے قریب آگئے اور ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ''کیا تم لوگوں کو خداوند عالم نے ذلیل و رسوا نہیں کیا۔''[۷]

یہودیوں نے پیغمبر اکرمؐ کی زبان سے اس قسم کے سخت جملے اس سے پہلے کبھی نہیں سنے تھے لہٰذا ان کے احساسات کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ان لوگوں نے کہا:

''اے ابو القاسم! اس سے پہلے تم کبھی اتنے سخت کلام نہیں تھے؟!''

ان لوگوں کی اس بات نے پیغمبر کے جذبات کو اتنا متحرک بنادیا کہ وہ فوراً پیچھے ہٹ گئے اور عبا ان کے کندھے سے زمین پر آگری۔'' ؂

## قلعہ کے اندر یہودیوں کا مشاورتی اجلاس:

اس مشاورتی اجلاس میں، حیی بن اخطب نضیری، جس نے جنگ احزاب کی آگ بھڑکائی تھی اور جو احزاب کے متفرق ہونے کے بعد خیبر کی طرف جانے کے بجائے اس قلعہ میں داخل ہوکر یہودی جماعت کے سردار کے سامنے تین تجاویز پیش کرتے ہوئے یہ درخواست کی تھی کہ ان میں سے ایک تجویز پر سب لوگ موافقت کرلیں:

۱۔ ہم سبھی لوگ اسلام قبول کرلیں کیونکہ محمد کی نبوت ہم سبھی لوگوں کی نظر میں قطعی اور مسلم ہے اور ہماری مقدس کتاب توراۃ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

۲۔ ہم لوگ اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو قتل کرڈالیں۔ اس کے بعد قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں کے خلاف آزادانہ جنگ کریں۔ اگر اس جنگ کے دوران ہم لوگ قتل ہوگئے تو کوئی بات نہیں اور اگر اس میں کامیاب ہوگئے تو دوبارہ عورت وبچوں کے ذریعہ نئے خانوادہ کی تشکیل کرلیں گے۔

۳۔ آج کی رات شنبہ کی رات ہے۔ محمد اور ان کے اصحاب اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ یہودی لوگ شب وروز شنبہ کوئی کام انجام نہیں دیتے۔ پس ہم لوگ ان کی اس غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آج کی رات ان پر دھاوا بول دیں۔

مشاورتی اجلاس نے ان تینوں تجاویز کو پوری طرح رد کردیا اور کہا کہ ہم ہرگز اپنے دین و مذہب اور اپنی مقدس کتاب توراۃ سے دستبردار نہ ہوں گے۔ اپنی خواتین اور اپنے

بچوں کے قتل کے بعد ہم لوگوں کی زندگی بالکل بے لطف بے معنی ہوجائے گی اور تیسری تجویز مذہبی عقائد کی وجہ سے نا قابل قبول ہے کیونکہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی صورت میں یہ قوی امکان ہے کہ ہم الٰہی غیض وغضب میں گرفتار ہوجائیں جیسا کہ ہم سے پہلے کی اقوام روز شنبہ کا احترام نہ کرنے کی وجہ سے قہر خداوندی کا شکار ہوچکی ہیں۔ ۶۲

اس مجلس مشاورت کے اراکین کے افکار وعقائد سے بخوبی واقفیت حاصل کرنے کے لئے ان لوگوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ پہلی تجویز کی تردید سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے ضدی دشمن تھے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو ان کے رہبر کے قول کے بموجب وہ لوگ پیغمبر کی شخصیت سے پوری طرح واقف تھے پھر بھی وہ لوگ ان کا مقابلہ کررہے تھے جو ان لوگوں کے اڑیل اور ضدی ہونے کی بہترین دلیل ہے۔ دوسری تجویز کے سلسلے میں ان لوگوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کی روشنی میں یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ یہ لوگ نہایت سنگ دل تھے کیونکہ معصوم بچوں اور عورتوں کے قتل کا خیال قساوت قلب اور سنگدلی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور دلچسپ بات تو یہ ہے کہ مجلس مشاورت نے اس تجویز کو اس وجہ سے قبول نہیں کیا کہ بے گناہ خواتین اور معصوم بچوں کے قتل کے بعد زندگی بے مزہ ہوجائے گی۔ ان لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان بیچاروں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ہم انھیں قتل کرڈالیں۔ اگر محمد ان لوگوں پر غلبہ حاصل کرلیں تو بھی وہ ان لوگوں کو ہرگز قتل نہ کریں گے کیونکہ ہم لوگ ان کے مہربان باپ ہیں۔ آخر ہم ایسا ظالمانہ کام کیسے کرسکتے ہیں کہ اپنی اولاد کو خود ہی قتل کرڈالیں۔!

ان لوگوں کی تیسری تجویز سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کو پیغمبر کی معنوی وروحانی طاقت اور دفاعی وفوجی شعبہ میں ان کی ماہرانہ صلاحیت سے بخوبی واقفیت نہ تھی اور ان کا یہ خیال تھا کہ اسلام کے قائد عظیم الشان شب وروز شنبہ احتیاط سے کام نہیں لیتے وہ بھی یہودی دشمنوں کے سلسلے میں جو اپنے مکروفریب اور اپنی حیلہ گری کے لئے غیر معمولی شہرت کے حامل ہیں۔

واقعہ احزاب سے یہ بات بخوبی ثابت ہوجاتی ہے کہ یہودیوں کی اس جماعت میں صاحبان عقل ودانش کی بڑی کمی تھی ورنہ یہ لوگ سیاسی اعتبار سے بھی اپنی موجودیت کی حفاظت کرسکتے تھے اور اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ان لوگوں کو اسلام اور شرک سے جڑی ہوئی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت سے وابستہ بھی نہ ہونا پڑتا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ لوگ محمد اور سپاہ عرب کے درمیان ہونے والی جنگ کا دور سے تماشہ دیکھتے اور جو بھی جماعت اس جنگ میں کامیاب ہوتی وہ ان کے وجود وان کی سرداری وقیادت کو بہر حال تسلیم کرلیتی۔

لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ ''حیی بن اخطب'' کی چرب زبانی کی وجہ سے دھوکہ کھا کر سپاہ عرب سے وابستہ ہوگئے اور ان کی بدنصیبی میں اس وقت اور اضافہ ہوگیا جب تقریباً ایک ماہ تک سپاہ عرب کے ساتھ تعاون کے بعد ان لوگوں نے آخر کار قریش کی مدد سے دستبرداری اختیار کرلی اور ''نعیم بن مسعودی'' کے ڈرامائی منصوبہ سازی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے قبیلہ قریش کے پاس یہ پیغام روانہ کردیا کہ جب تک تم لوگ اپنے قبیلے کے کچھ بڑے لوگوں کو یرغمال کی حیثیت سے ہمارے سپرد نہیں کردیتے ہم لوگ محمد کے خلاف معرکہ آرائی میں تم لوگوں کی مدد ہرگز نہ کریں گے۔

درحقیقت اس موقع پر یہ لوگ غیر معمولی کس مپرسی کے عالم میں تھے۔ ان لوگوں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک طرف تو یہ لوگ محمد کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ قریش سے قطع تعلقات کرلیں گے تو ممکن ہے کہ سپاہ عرب اپنی کمزوری کی وجہ سے معرکہ آرائی سے پرہیز اختیار کرتے ہوئے میدان جنگ سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوجائے اور ایسی صورت ''قبیلہ بنی قریظہ'' کے لوگ مسلمانوں کے چنگل میں پھنس جائیں گے۔

اگر ان لوگوں کے پاس صحیح سیاسی منصوبہ ہوتا تو سپاہ عرب سے علیحدگی کے فوراً بعد ان لوگوں نے اپنی معاہدہ شکنی کے لئے ندامت وشرمندگی ظاہر کردی ہوتی اور محمد کے سامنے اپنی معذرت پیش کرتے ہوئے مسلمانوں کی فتح وکامیابی کے بعد انھیں جس خطرے کا احتمال تھا

اس سے پوری طرح محفوظ ہو جاتے۔ لیکن اس کو ان لوگوں کی بدبختی کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ قریش سے علیحدہ ہوگئے اور دوسری طرف مسلمانوں سے بھی ان کا کوئی سروکار نہ رہ گیا۔

سپاہ عرب کی روانگی کے بعد پیغمبر اکرمؐ ''بنی قریظہ'' والوں کو ان کے حال پہ ہرگز نہیں چھوڑ سکتے تھے کیونکہ اس بات کا قوی امکان تھا کہ سپاہ عرب مناسب موسم میں مزید جنگی سازوسامان کے ساتھ مدینہ پہ فتح وکامیابی حاصل کرنے کا منصوبہ بنالے اور اسلام ومسلمانوں کے اس گھریلو دشمن کی مدد سے اسلام کے وجود کے لئے دوبارہ ایک بڑا خطرہ کھڑا ہوجائے لہٰذا بنی قریظہ کی اس پریشانی سے نجات حاصل کرنا اور اس گتھی کو پوری طرح سلجھا دینا مسلمانوں کے لئے لازمی ہوگیا۔

## ابولبابہ کی خیانت:

قلعہ کے محاصرہ کے بعد قبیلہ بنی قریظہ کے یہودیوں نے پیغمبر سے درخواست کی کہ ابولبابہ اوسی کو بھیج دیں تاکہ وہ لوگ ان سے مشورہ کرسکیں۔ واضح رہے کہ ابولبابہ نے اس سے قبل بنی قریظہ کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کررکھا تھا۔ جیسے ہی وہ قلعہ کے اندر داخل ہوئے، یہودی مردوزن ان کے اردگرد جمع ہوگئے اور سب نے گریہ وزاری شروع کردیا۔ اس کے بعد ان سے پوچھا ''کیا ایسے حالات میں ہم لوگوں کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ غیر مشروط طور پر اپنے ہتھیار ڈال دیں۔''؟

ابولبابہ نے ان لوگوں کو جواب دیتے ہوئے کہا: ہاں، مصلحت یہی ہے کہ'' لیکن یہ جملہ ادا کرتے ہوئے انھوں نے گلے کی طرف اس طرح اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ اگر تم لوگوں نے ہتھیار ڈال دیا تو قتل کردیے جاؤ گے۔ ابولبابہ کو اس بات کا بخوبی اندازہ تھا کہ پیغمبر اکرم یہودیوں کے اس انتہائی خطرناک گروہ کی موجودگی کے سلسلے میں ہرگز موافقت نہ کریں گے کیونکہ یہ لوگ توحیدی دین وآئین کے لئے بہت بڑا خطرہ بن چکے تھے۔ لیکن

ابولبابہ'' نے دین اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کے حق میں جو خیانت کی تھی اس پر وہ شرمندہ ہوئے کیونکہ ان کے معمولی اشارہ کی وجہ سے یہودیوں کو مسلمانوں کا راز معلوم ہوگیا اور وہ لوگ ہوشیار ہوگئے۔ اپنی اس خیانت آمیز حرکت پر غیر معمولی شرمندگی کے ساتھ وہ کانپتے ہوئے قلعہ سے باہر آئے۔ ان کا چہرہ بالکل زرد ہوگیا تھا۔ قلعہ سے باہر نکلتے ہی وہ سیدھے مسجد کی طرف روانہ ہوگئے اور وہاں انھوں نے مسجد کے ایک ستون سے خود کو بندھواتے ہوئے خداوند عالم کی بارگاہ میں یہ التجا کی کہ جب تک تو میرے اس گناہ کو معاف نہ کردے گا میں اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اسی عالم میں مسجد کے ستون سے بندھا رہوں گا۔

مفسرین کا بیان ہے کہ ابولبابہ کی خیانت کے سلسلے میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! خدا و رسول اور ان امانتوں کے سلسلے میں جو تمھیں سپردگی کی گئی ہیں ہر گز جان بوجھ کر خیانت سے کام نہ لینا۔'' [۵] ابولبابہ کے بارے میں پیغمبر کو اطلاع مل گئی۔ انھوں نے کہا کہ اگر یہ عمل انجام دینے سے قبل وہ میرے پاس آگئے ہوتے تو بارگاہ خداوندی میں ان کی عفو و معذرت کا مطالبہ پیش کردیتا اور خداوند عالم انھیں معاف بھی کردیتا۔ لیکن اب انہیں اسی عالم میں رہنے دو تاوقتیکہ مغفرت خداوندی ان کے ساتھ شامل حال ہوجائے۔ نماز کے وقت ابولبابہ کی زوجہ آجاتی تھیں اور نماز ادا کرنے کے لئے رسی کھول دیتی تھیں اور نماز ختم ہوتے ہی انھیں دوبارہ مسجد کے ستون سے باندھ دیتی تھیں۔

چھ دن گزر گئے اور ابولبابہ مسجد کے ستون سے بندھے رہے۔ دوسرے دن سحر کے وقت امین وحی پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیغمبر اس دن ام سلمہ کے مہمان تھے۔ جبرئیل قرآن کریم کی اس آیت کے ساتھ نازل ہوئے تھے جس میں ابولبابہ کی معافی کی بات کہی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ''ان میں سے دوسری جماعت کے لوگوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے اچھے اور برے اعمال کو ایک دوسرے میں ملا دیتا ہے۔ ممکن ہے کہ خداوند عالم ان کی توبہ قبول کرے۔ خداوند عالم تو بڑا رحیم اور بخشش کرنے والا ہے۔'' [۶]

حضرت مسلمہ نے مسکراتے ہوئے پیغمبر اکرم کے چہرے کی طرف دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ابولبابہ کی خطا معاف کر دی۔ جاؤ ان لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دو۔ جیسے ہی پیغمبر کی زوجہ نے لوگوں کو یہ بشارت دی لوگ ابولبابہ کی طرف دوڑے تاکہ انھیں آزاد کر دیں۔ ابولبابہ نے لوگوں کو رسی نہیں کھولنے دی اور کہا کہ خود پیغمبر اکرم مجھے اپنے ہاتھوں سے آزاد کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پیغمبر نماز صبح ادا کرنے کے لئے مسجد کے اندر تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے ابولبابہ کی رسی کھول کر انھیں آزاد کر دیا۔ ۷

درحقیقت یہودی مرد وزن اور بچوں کی گریہ وزاری کی وجہ سے ابولبابہ نامناسب جذبات کا شکار ہوگئے۔ خیانت کا ریہودیوں پہ انھیں رحم آگیا اور بے قابو ہو کر انھوں نے مسلمانوں کے راز کو فاش کر دیا۔ لیکن ایمانی طاقت اور اپنے مثالی تقویٰ کی وجہ سے انھوں نے اپنی اس غلطی کی تلافی اس انداز سے کرنی چاہی کہ آئندہ ان کے ذہن میں ایسی خیانت کا تصور بھی نہ ابھرنے پائے۔

## معاملہ ستون پنجم کا انجام:

ایک دن شناس بن قیس نامی یہودی قلعہ کی نمائندگی کرتے ہوئے پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ دوسرے یہودیوں کی طرح قبیلہ بنی قریظہ والوں کو بھی یہ اجازت دیدیں کہ وہ اپنی جملہ منقول وغیر حاضر املاک کے ساتھ مدینہ سے باہر چلے جائیں۔ پیغمبر نے اس تجویز کو نامنظور کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کو غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دینا چاہیے۔ شناس نے تجویز میں قدرے ترمیم کرتے ہوئے فرمایا۔ " اچھا قبیلہ بنی قریظہ والے اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ اپنا سارا ساز و سامان مسلمانوں کے حوالے کر کے یہاں سے باہر چلے جائیں۔ پیغمبر اکرم نے ان لوگوں کی یہ تجویز بھی نامنظور کر دی۔ ۸

سردست سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے ان لوگوں کو جملہ تجاویز کیوں ٹھکرا دی۔ وجہ پوری طرح واضح ہے کیونکہ قبیلہ بنی النضیر کی طرح ان لوگوں سے قطعی بعید نہیں

تھا کہ مسلمانوں کے تیروں کی رسائی سے باہر نکلنے کے بعد بت پرست عربوں کی تحریک کے بموجب یہ لوگ مسلمانوں کو کسی بڑے خطرے سے دو چار کردیں اور ان کی سازش کی وجہ سے بہت سے لوگوں کا خون ہو جائے۔ لہٰذا پیغمبر نے ان لوگوں کی کوئی بھی تجویز قبول نہیں کی۔ آخر کار شاس نا امیدی اور مایوسی کے ساتھ واپس چلے گئے اور ساری بات اعلیٰ یہودی عہدیداروں کے سامنے بیان کردی۔

آخر کار قبیلہ بنی قریظہ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ کسی طرح کی شرط یا پابندی کے بغیر مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں یا بعض دیگر مورخین کے قول کے مطابق ان لوگوں کے ہم معاہدہ ''سعد معاذ'' ان لوگوں سے جو کچھ کہیں اسے وہ فوراً قبول کرلیں۔ بہر حال قلعہ کا دروازہ کھل گیا اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ایک مخصوص ستون کے ساتھ قبیلہ کے اندر داخل ہوگئے اور ان لوگوں کے ہتھیار ضبط کرکے انھیں ''بنی النجار'' کے گھروں میں قید کردیا تاکہ پیغمبر اکرم ان لوگوں کے بارے میں کوئی آخری فیصلہ صادر فرمائیں۔

چونکہ اس سے قبل جب ''بنی قینقاع'' کے یہودیوں کو سپاہ اسلام نے قید کیا تھا تو قبیلہ خزرجیان کی مداخلت بالخصوص ''عبد اللہ ابی'' کی سفارش کی وجہ سے انھیں معافی حاصل ہوگئی تھی اور انھیں قتل نہیں کیا گیا تھا لہٰذا خزرجیان کے ساتھ اپنی دیرینہ رقابت کی وجہ سے ''اوسیان'' نے سپاہ اسلام پر یہ دباؤ ڈالا کہ ان کے ساتھ پہلے سے موجود معاہدہ کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ''بنی قریظہ'' کو بھی معاف کردیا جائے۔ پیغمبر نے ان لوگوں کے مطالبات کی مخالفت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں اس بات کا فیصلہ تمہارے قبیلے کے بزرگ و سردار ''سعد معاذ'' کے سپرد کئے دیتا ہوں۔ اس معاملے میں وہ جو کچھ فیصلہ کردیں گے اسے میں قبول کرلوں گا۔'' تمام حاضرین نے پیغمبر کی اس تجویز کو خوشی خوشی قبول کرلیا۔

سب سے بڑی دلچسپ بات تو یہ تھی کہ سعد معاذ کی داوری وعدالت کو بنی قریظہ نے تسلیم کرلیا تھا۔ شیخ مفید اور ابن ہشام کی روایت کے مطابق بنی قریظہ کے یہودیوں نے پیغمبر

کی خدمت میں یہ پیغام ارسال فرمایا تھا۔" تنزل علی حکم سعد معاذ "یعنی ہم لوگ سعد معاذ کے فیصلے کو تسلیم کرنے کے لئے ہمہ تن آمادہ ہیں۔"۹

اس زمانے میں سعد معاذ "زبیدہ" نامی خاتون کے خیمہ میں زیر علاج تھے جو ایک ماہر جراح کی حیثیت سے مشہور تھی۔ واضح رہے کہ سعد معاذ کا ایک ہاتھ زخمی ہوگیا تھا اور پیغمبر کبھی کبھی ان کی عیادت کے لئے بھی جایا کرتے تھے۔ قبیلہ اوس کے نوجوان خصوصی شان وشوکت کے ساتھ اپنے قبیلے کے سردار کو پیغمبر کی خدمت میں لے آئے۔ جس وقت سعد اس مجلس میں داخل ہوئے پیغمبر نے ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو اپنے خانوادہ کے بزرگ کا احترام کرنا چاہئے۔ چنانچہ مجلس میں موجود تمام حاضرین سعد معاذ کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کا احترام بجا لائے۔ سعد کے ساتھی راستہ میں ہی ان سے باربار اپنا یہ مطالبہ دہرا رہے تھے کہ بنی قریظہ کے حق میں نیکی کیجئے گا اور ان لوگوں کو موت کے خطرے سے نجات فراہم کردیجئے گا۔ لیکن سعد نے اپنے قبیلے والوں کی تجویز کے خلاف یہ فیصلہ سنایا کہ" جن لوگوں میں جنگ کرنے کی صلاحیت ہے انھیں پھانسی دیدی جائے ان کا مال تقسیم کردیا جائے اور ان کی عورتوں او بچوں کو اسیر کرلیا جائے۔"۱۰

## سعد معاذ کے مدارک کا تجزیہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر قاضی کے جذبات واحساسات اس کی عقل پر غالب ہوجائیں تو اس کا عدالتی نظام درہم برہم ہوکر رہ جاتا ہے اور آخر کار سماج کا شیرازہ منتشر ہوجاتا ہے۔ جذبات درحقیقت جھوٹی بھوک کی مانند ہوتے ہیں۔ اور ایسی حالت میں نامطلوب ونقصان دہ چیزیں مفید اور سودمند معلوم ہونے لگتی ہیں چاہے عقل پر جذبات کے اس غلبہ کی وجہ سے معاشرہ کے انفرادی یا اجتماعی مفاد ومصالح پوری طرح پامال ہی کیوں نہ ہوجائیں۔

درحقیقت سعد معاذ کے جذبات قبیلہ بنی قریظہ کے بچوں اور ان کی عورتوں کے دلخراش مناظر اور قید خانہ میں اذیت ناک زندگی بسر کرنے والے ان کے مردوں کے ناگفتہ بہ

حالات اور اوسیان کے عمومی افکار سے بہت متاثر تھے جو بڑی سنجیدگی کے ساتھ یہ مطالبہ کررہے تھے کہ قاضی کو ان لوگوں کی خطا معاف کردینی چاہئے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ قاضی پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ دونوں جماعتوں کے درمیان قاضی ایسا قابل قبول فیصلہ کرے جس کی بنیاد ایک اقلیت کے مصالح کو یعنی بنی قریظہ کے مفاد ومصالح کو اکثریت کے یعنی عام مسلمانوں کے مصالح پر ترجیح مبنی ہو اور بنی قریظہ کے ظالموں اور مجرموں کو آزادی فراہم کردی جائے یا ان کی سزاوں میں زیادہ سے زیادہ تخفیف ورعایت کردی جائے۔ دوسری عبارت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ قاضی کو مذکورہ دومطالبات میں سے کسی کے ایک سامنے بہر حال سرتسلیم خم کردینا تھا۔ لیکن عقل ومنطق، آزادی واستقلال اور عمومی مصالح کی نگہداشت جیسے بنیادی اصولوں نے قاضی کی بھرپور رہنمائی کی اور اس نے قبیلہ بنی قریظہ کے جنگجو مردوں کے قتل، ان کے املاک کی ضبطی اور ان کی عورتوں وبچوں کی اسیری کا حکم صادر کردیا۔ اپنے فیصلے میں قاضی نے درج ذیل باتوں پر خصوصی توجہ دی۔

۱۔ بنی قریظہ کے یہودیوں نے کچھ ہی دنوں قبل پیغمبر سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغاوت کریں، مذہب توحیدی کے دشمنوں کی مدد کریں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فتنہ وشورش برپا کریں اور مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی تحریک چلائیں تو مسلمانوں کو انھیں قتل ونابود کردینے کا پورا پورا حق حاصل ہوگا۔۱۱ چنانچہ قاضی نے غیر معمولی غور وفکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اگر میں اس معاہدہ کی روشنی میں ان لوگوں کے خلاف حکم صادر کروں تو اس سے عدل وانصاف کی خلاف ورزی نہ ہوگی۔

۲۔ معاہدہ شکن جماعت عرب فوجیوں کے نیزہ کی نوک کے سایہ میں شہر مدینہ کو ایک لمبی مدت تک بدامنی کے مرکز میں تبدیل کیے رہی اور مسلمانوں پر رعب ودبدبہ قائم رکھنے کے لئے ان کے گھروں پر حملے بھی کرتی رہی اور اگر پیغمبر اکرم نے شہر میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے کچھ مسلح نوجوانوں کو شہر کے مختلف علاقوں میں تعینات نہ کردیا ہوتا تو بنی قریظہ کے

یہودیوں کو اپنے ناپاک منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی دشواری نہ ہوتی اور وہ مسلمانوں بالخصوص سپاہ اسلام کے جانبازوں کو بڑی آسانی سے قتل کرڈالتے ، ان کی جائدادوں پر اپنا قبضہ جمالیتے اور ان کے گھر والوں کو قیدی بنالیتے چنانچہ سعد معاذ نے سوچا کہ اگر میں ان لوگوں کے حق میں ایسا فیصلہ صادر کروں تو یہ حق وعدالت کے خلاف ہرگز نہ ہوگا۔

۳۔قبیلہ اوسیان کے سردار سعد معاذ نے قبیلہ بنی قریظہ کے ساتھ معاہدہ کررکھا تھا اور دونوں قبیلوں کے درمیان گہری قربت اور دوستی پائی جاتی تھی اور اس بات کا قوی احتمال پایا جاتا تھا کہ وہ یہودیوں کے قوانین سے بھی باخبر ہوں۔ اس سلسلے میں توراۃ میں جو عبارت درج ہے وہ ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

”جب تم لوگوں نے کسی شہر پر حملہ کا ارادہ کرلیا ہو تو پہلے اس شہر کے لوگوں کو صلح کی دعوت دو۔ اگر وہ لوگ صلح کے بجائے جنگ پر کمر بستہ ہوں تو شہر کا چاروں طرف سے محاصرہ کرلو اور شہر پر قبضہ حاصل کرتے ہی تمام مردوں کو قتل کرڈالو اور تمام عورتوں ، بچوں ، جانوروں اور دیگر املاک وجائدادوں کو مال غنیمت میں شامل کرلو“ [۱۲] سعد معاذ نے شاید یہ سوچا ہو کہ مجھ کو جماعتوں نے اپنا قاضی منتخب کیا ہے۔ پس اگر میں حملہ آوروں کو خود انھیں کے قوانین کی پیروی کرتے ہوئے سزا دیتا ہوں تو عدل وانصاف کی خلاف ورزی نہ ہوگی۔

۴۔ہمارا خیال ہے کہ اس فیصلے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ سعد معاذ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ رسول خدا نے قبیلہ خزرجیان کی درخواست پر قبیلہ بنی قینقاع کے یہودیوں کی خطاؤں کو درگزر کردیا تھا اور صرف اس بات پر اکتفا کرلی تھی کہ وہ لوگ مدینہ سے باہر نکل جائیں۔ ابھی یہ لوگ سرزمین اسلام سے پوری طرح خارج بھی نہ ہوئے تھے کہ کعب اشرف مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس نے مقتولین ”بدر“ پر مگرمچھ کے آنسو بہائے اور جب تک قریش کو مسلمانوں کے خلاف جنگ ونبرد آزمائی کے لئے آمادہ نہیں کرلیا سکون سے نہیں بیٹھا۔ ”جنگ احد“ اسی کوشش کا نتیجہ تھی جس میں ۷۰ فرزندان اسلام نے جام شہادت نوش

کیا تھا۔

اسی طرح قبیلہ بنی النضیر کے یہودیوں کو بھی پیغمبر اکرم نے معاف کردیا تھا لیکن ان کی ان مہربانیوں کے جواب میں یہودیوں نے ایک "متحدہ فوجی محاذ" کی تشکیل کے ذریعہ جنگ احزاب کی زمین ہموار کرلی جس میں اگر پیغمبر کی فوجی مہارت نہ ہوتی اور منصوبۂ خندق کے ذریعہ کام نہ لیا گیا ہوتا تو جنگ کے ابتدائی مرحلہ میں ہی اسلام کا شیرازہ منتشر ہوگیا ہوتا، اسلام کا نام ونشان بھی باقی نہ رہ گیا ہوتا اور ہزاروں لوگ قتل ہوگئے ہوتے۔

یہ تمام حقائق سعد معاذ کی نگاہوں کے سامنے تھے اور گذشتہ تجربات اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ ظاہری جذبات کے سامنے سر تسلیم خم کردے اور ہزاروں افراد کے مفاد ومصالح کو مٹھی بھر اقلیت کی دوستی پر نچھاور کردے کیونکہ یہ بات مکمل یقین واعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ مستقبل قریب میں یہودیوں کی جماعت عرب طاقتوں کو اسلام کے خلاف بھڑکا کر اسلام کے مرکزی ڈھانچے اور بنیادی وجود کے لئے ایک بڑا اور زیادہ مہلک خطرہ کھڑا کردے گی۔ لہٰذا اس جماعت کی موجودگی کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سو فیصدی نقصاندہ اور ہلاکت آمیز قرار دیدیا اور اس یقین کا اظہار بھی کیا کہ اگر یہ جماعت مسلمانوں کے زد سے باہر چلی گئی تو ایک لحہ کے لئے بھی سکون و اطمینان کے ساتھ نہ بیٹھے گی اور مسلمانوں کو زیادہ بڑے اور خوفناک خطرے میں ڈال دے گی۔

اگر یہ پہلو نہ بھی ہوتے تو بھی رائے عامہ کو ہموار کرنا سعد معاذ کے لئے غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا۔ اس کے علاوہ ایک بڑے قبیلے کے سردار کی حیثیت سے اسے اپنے عوام کی حمایت وطرفداری کی اہم ضرورت ہوا کرتی ہے اور رائے عامہ کی تردید وان کی خواہشات کی طرف سے لاپرواہی ایک جماعت کے قبیلے کے سردار کے لئے بہت بڑا نقصان ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن اس نے ان تمام مطالبات کو مسلمانوں کے مفاد ومصالح کے خلاف تشخیص کرتے ہوئے اپنے لئے عوام کی ناراضگی مول لے لی لیکن عقل ومنطق سے منہ نہیں موڑا۔ ذیل میں

سعد معاذ کی تشخیص کی صداقت اور باریک بینی کے بعض شولہ پیش کیے جارہے ہیں۔

جس وقت ان یہودیوں کو قتل کے لئے قتل گاہ کی طرف لے جارہے تھے وہ لوگ کسی قسم کی ندامت وشرمندگی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے باقاعدہ اپنی کینہ پروری کا اعلان کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔قتل گاہ کی طرف بڑھتے ہوئے جیسے ہی حی بن اخطب نے راستہ میں پیغمبرؐ کو دیکھا تو کہنے لگا "میں تمہارے خلاف اپنی کینہ پروری پر ہرگز شرمندہ نہیں ہوں بلکہ جس کو خدا ذلیل کرے وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔"۱۳ اس کے بعد اس نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔" خداوند عالم کے حکم سے پریشان مت ہو۔ بنی اسرائیل کی یہ ذلت و رسوائی یقیناً خداوند عالم کی طرف سے ہے۔"

ان میں سے ایک عورت کو بھی پھانسی دی گئی تھی کیونکہ اس نے ایک بڑے پتھر سے ایک مسلمان کو قتل کر ڈالا تھا۔موت کی سزا پانے والے لوگوں میں سے " زبیر باطا" نامی شخص کو " ثابت بن قیس" جیسے مسلمانوں کی سفارش پر آزاد کردیا تھا اور اس کے گھر والوں کو بھی قید سے آزاد کردیا گیا تھا۔قبیلہ بنی قریظہ کے چار یہودیوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر، جو درحقیقت " اسلامی ادارہ مالیات" کے سپرد کردیا جاتا تھا، باقی املاک مسلمانوں کے درمیان تقسیم کردی گئیں۔ چار میں سے تین حصہ سواروں اور ایک حصہ پیادہ سپاہیوں کے درمیان تقسیم کردیا گیا تھا۔پیغمبر اسلامؐ نے مال غنیمت سے حاصل شدہ خمس کی رقم کو زید کے حوالے کردیا تاکہ وہ نجد جاکر ان اشیاء کی فروخت کے بعد جو رقم حاصل ہو اس سے لازمی ہتھیار اور دیگر سازوسامان لے کر آجائیں تاکہ جنگ کی صورت میں سپاہ اسلام کو خفت ورسوائی نہ جھیلنی پڑے۔ اس طرح ہجرت کے پانچویں سال ۱۹ ذی الحجہ کو بنی قریظہ کا کام تمام ہوگیا اور سورۂ احزاب کی ۲۶ ویں اور ۲۷ ویں آیات کریمہ "بنی قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔سعد معاذ، جو جنگ خندق کے دوران زخمی ہوگئے تھے، بنی قریظہ کے اس حادثہ کے بعد اسی زخم کی وجہ سے درجہ شہادت پر فائز ہوگئے۔

حوالے:

۱۔پیغمبر کے منادی نے یہ اعلان کیا۔" من کان سامعاً مطیعا فلایصلین العصر الابنی قریطه۔"

۲۔هل اخزاکم الله وانزل علیکم نعمة۔

۳۔سیرہ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۲۳۴

۴۔سیرہ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۲۳۵

۵۔یا ایها الناس...... انتم تعلمون۔" سورہ انفال آیت ۲۷

۶۔وآخرون اعترفوا.........ان اللّٰه غفور الرّحیم۔" سورہ توبہ آیت ۱۰۲

۷۔سیرہ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۲۳۷

۸۔"ارشاد"۔ ۵۰

۹۔سیرہ بن ہشام جلد ۲ ص ۲۴۰، مغازی واقدی جلد ۲ ص۔ ۵۱۰

۱۰۔اس معاہدہ کا متن، جس پر قبیلہ بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے دستخط کیا تھا، پہلے نقل کیا جاچکا ہے۔

۱۱۔توارات سفیر تثنیہ فصل ۲۰

۱۲۔اماد الله مالعت فی عداوتک ولکن من یخذل الله یخذل۔" تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۵۰

۱۳۔سیرہ ابن ہشام جلد دوم ص۔ ۲۵۰۔۲۵۴